

## محتویات قرآن

علوم و مسائل کا یہ بحرِ ذخار جو قرآن حکیم کے نام سے موسوم ہے، اپنے دامن میں کن کن موضوعات کو گھیرے ہوئے ہے، اس کا تعین دشوار ہے :

قل لو كان البحر مذاذا لكانت ربی لنفذا البحر قبل ان تنفد كلمت ربی  
ولو جئنا بمثله مددا ۱۵

کہہ دیجیے، اگر سمندر میرے پروردگار کی باتوں کو تلم بند کرنے کے لیے سیاہی بن جائے، تو قبل اس کے کہ میرے پروردگار کی باتیں تمام ہوں، سمندر پایاب ہو جائے۔ چاہے اس سمندر کی مدد کو ایسا ہی ایک اور سمندر لے آئیں۔

زندگی کا کون گوشہ اور مسئلہ ایسا ہے جس کا حل اس میں موجود نہیں :

القرآن کتاب احکمت آیاتہ شم فصلت ۱۶

اگر یہ وہ کتاب ہے جس کی آیات محکم ہیں اور پھر ان میں مسائل و احکام کی تفصیل بھی بیان کر دی گئی ہے۔  
ولقد ضربنا فی هذا القرآن من کل مثل ۱۷

اور ہم نے لوگوں کو سمجھانے کی خاطر ہر طرح کی مثال و اسلوب اختیار کیا ہے۔

قدما میں سے بہت سے اہل علم نے یہ کوشش کی ہے کہ معارفِ قرآنی یا قرآن کے جملہ محتویات کی نشان دہی کی جائے، جیسے قاضی ابوبکر بن العربی (شبیلیہ کے مشہور فقیہ) علی بن عیسیٰ (الرامانی تفسیر، نحو اور لغت کے امام)، قاضی ابوالعالی عزیزی (معروف بہ شبلیہ) کتاب البرہان فی مشکلات القرآن کے مصنف، وغیرہ۔ لیکن یہ سعادت فخرِ متاخرین حضرت

۱۵ ہود : ۱

۱۶ البرہان زرکشی، ج ۲، ص ۱۸

۱۷ الکہف : ۱۰۹

۱۸ الزمر : ۲۷

شاہ ولی اللہ کے لیے مقرر تھی کہ وہ قرآن حکیم کے ان تمام مضامین اور گہرے گراں مایہ کو جو الفاتحہ سے لے کر والناس تک متعدد سورتوں میں پھیلے اور بکھرے ہوئے تھے، ایک جاکر کے ایسے پانچ خانوں میں تقسیم کر دیں کہ جو قریب قریب قرآن کے تمام معارف پر مشتمل ہوں۔ قریب قریب کا لفظ ہم اس لیے استعمال کر رہے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ تقسیم اپنی افادیت کے باوجود بڑی حد تک جامع تو ہے، لیکن حاضر و مانع نہیں کی جاسکتی۔ وجہ ہم یہاں کر چکے ہیں۔ آخر کون ایسا ہمہ دان شخص ہو سکتا ہے جو قرآن کے مشمولات کا استیعاب کر سکے۔ مزید برآں یہ کہہ سکے کہ ناقص نے کامل کیسے حسن و جمال کے تمام پہلوؤں کی جھلک دیکھ لی ہے۔ ابھی متعدد نجوم و کوکب ایسے ہیں، جنہیں اس کتاب ہدیٰ کے مطلع روشن سے ابھرنے اور طلوع ہونا ہے۔ اور بے شمار نکات و معانی ہیں جنہیں زبان و ارتقا کی مناسبتوں کے ساتھ ساتھ کھرنے اور واضح ہونا ہے۔

بہر حال ہم آئندہ صفحات میں شاہ صاحب ہی کی تقسیم مضامین کو اصل اور بنیاد قرار دے کر اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔ یہ اصول پنجگانہ کیا ہیں۔ شاہ صاحب کے ارشاد کی روشنی میں اس کی تفصیل یہ ہے :

### اصول پنجگانہ

”باید دانست کہ معانی منظومہ قرآن خارج از پنج علم نیست۔ علم احکام از واجب و مندوب و مباح و مکروہ و حرام خواہ از قسم عبادات باشد یا تدبیر منزل۔ یا سیاست مدنیہ و تفصیل ایں علم ذمہ فقیہ است و علم مختصہ یا چار فرقه ضالہ یہود و نصاری و مشرکین و منافقین و تفریع بدیں علم بذمہ متکلم است۔ و علم تذکیر بالانوار اللہ از بیان خلق آسمان و زمین و الہام بندگان بالانچہ ایشان بایست و از پیمان صفات کاملہ او تبارک و تعالیٰ۔ و علم تذکیر بآیام اللہ یعنی بیان و قانع کہ آنرا خدا کے تعالیٰ ایجاد فرمودہ است از جنس انعام مطیعین و تعذیب مجرمین۔ و علم تذکیر بموت و مابعد آں از حشر و نشر و حساب و میزان و جنت و نار و حفظ تفصیل ایں علوم و الحاق احادیث و آثار مناسبہ آن و طبقہ و اعظو مذکر است۔ و بیان ایں علوم بردش تقریر عرب اول واقع شد نہ تقریر روشن متاخرالہ“

قرآن حکیم میں جن متعین معانی کا ذکر ہوا ہے، وہ پانچ انداز کے ہیں :  
 علم احکام - یعنی واجب، مندوب، مباح، مکروہ اور حرام سے متعلق علم - چاہے ان کا تعلق  
 عبادات سے ہو یا معاملات سے تہذیب منزل سے ہو یا سیاست مدن سے - اس علم کی تفصیلات سے  
 تعرض کرنا فقیہ کا کام ہے -

علم مخاصمہ: جس کا مطلب یہ ہے کہ یہودی، عیسائی، مشرکین کہ اور منافقین کے بارہ میں جن کا  
 شمار فرق صالحہ میں ہوتا ہے، قرآن حکیم کا اسلوب بحث و مجادلہ - اس کی تفصیلات بیان کرنا  
 متکلمین کے دائرہ فرائض میں داخل ہے -

تذکیر بالاراللہ: یعنی اللہ تعالیٰ کے انعامات اور نشانیں کا ذکر - اس ضمن میں زمین و آسمان  
 کی تخلیق و آفرینش اور ان وقائع کا تذکرہ کیا گیا ہے جو بذریعہ الامام بندوں کو بتائے گئے اور کہا گیا کہ اس  
 کا تعلق انعام و تعزیب کے پیمانوں اور اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ سے ہے -

تذکیر بایام اللہ: اس سے غرض اللہ تعالیٰ کے ہر بیان کردہ اور خلق کردہ ان حالات و واقعات کا ذکر  
 ہے جو اطاعت شعار بندوں کے انعام، اور نافرمانوں کی عقوبت سے متعلق ہیں -

علم تذکیر موت: اس کے ضمن میں موت اور موت کے بعد پیش آنے والے کوائف کا تذکرہ ہے -  
 جن میں حشر و نشر، حساب، میزان، جنت و دوزخ کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں - ان کی توضیح و تشریح کے  
 سلسلہ میں موزوں احادیث و آثار کا بیان کرنا اور ان کو یاد رکھنا حضرت داغظین و مکرین کے دائرہ کار  
 میں داخل ہے -

شاہ صاحب کی اس تقسیم مضامین کا مطلب یہ ہے کہ قرآن حکیم میں وہ مضامین جن کو مرکز و محور کی  
 حیثیت حاصل ہے وہ پانچ ہیں :

- ۱۔ علم احکام (۲) علم مخاصمہ (۳) علم تذکیر بالاراللہ
- (۴) - علم تذکیر بایام اللہ اور (۵) علم تذکیر موت و ما بعد آن -
- اصول پنجگانہ اور ربط آیات

قرآن حکیم کی آیات و سورتوں کا موضوع یہی وہ پانچ اصولی ہیں، جن کو قرآن حکیم نے بہت سارے  
 گہما گہما کر سیاق و سباق کی مختلف مناسبتوں کے پیش نظر بیان کیا ہے - یہ پانچ اصول کسی حد

تک قرآن حکیم کی جامعیت اور ہمہ گیری کے عکاس ہیں۔ اس کی وضاحت تو اس وقت ہو سکے گی، جب ہم اس ایک ایک عنوان کے تحت درج ہونے والے ان ضمنی مباحث کا تفصیل ذکر کریں گے، جن کا تعلق فکر و عقیدہ اور عمل و کردار کے مختلف گوشوں سے ہے۔

مردست ہمیں یہ کہنا ہے کہ شاہ صاحب کی اس تقسیم مضامین کو مان لینے سے قرآن کے بارہ میں اس عظیم غلط فہمی کا ازالہ آپ سے آپ ہو جاتا ہے، جس کو مستشرقین نے بہت اچھالا ہے۔ یعنی یہ کہ قرآن کی آیات میں بنظر وہ ربط و ترتیب اور تسلسل پایا نہیں جاتا جس کی توقع اس دور کی ہر مفید کتاب سے کی جاسکتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ لوگ یہ صاف صاف کہنا چاہتے ہیں کہ قرآن کی آیات بے جوڑ اور ان مل ہیں۔ اس لیے اس دور کے لوگوں کے لیے اس میں کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی، جن کے پاس وقت بہت ہی کم ہے۔ اور جو اس بات کے عادی ہیں کہ ہر خیال اور فکر کو اس کی مرتب شکل میں دیکھیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ جب قرآن حکیم کے اسلوب بیان کو موجودہ دور کے اسلوب بیان سے مختلف پاتے ہیں تو دلجمعی کے ساتھ اس کا مطالعہ نہیں کر پاتے اور اس میں وہ لطف و کیف اور استفادہ و استغافہ محسوس نہیں کرتے، جو ایک ایسا شخص کرتا ہے جو قرآن کے اسلوب و نہج سے آشنا ہے جو اس کے تیور پہچانتا ہے اور اس کی لادائے دلبری سے اچھی طرح آگاہ ہے۔

بات یہ ہے کہ قرآن حکیم تاریخ کے ایک خاص دور میں نازل ہوا ہے۔ ایک مخصوص قوم کے حالات، مزاج اور اسلوب و افہام کے جانے بوجھے معیار کے مطابق ترا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس کا انداز فنون اور علوم و معارف کی موجودہ تصنیفات سے جدا گانہ ہے۔ لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ یہ غیر دلچسپ یا بے جوڑ اور ان مل ہے۔ یا اس کی تلاوت و مطالعہ سے فہم و ذوق لطف اندوز نہیں ہو پاتے۔ دراصل ضرورت اس بات کی ہے کہ ایک مرتبہ اس کتاب کے مزاج کو پہچان لیا جائے، اس سے دوستی اور محبت کے جذبات استوار کیے جائیں اور اس کے طریق تبیین پر اور ان اصولی مباحث و مضامین پر ایک نظر ڈال لی جائے جو زندگی کے تمام گوشوں کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ پھر اگر یہ کتاب دلوں کو اپنی طرف متوجہ نہ کر پائے اور پڑھنے والوں پر کیفت و وجد کی کیفیتیں طاری نہ کر دے یا سرور

سرشاری کے روحانی جذبول کو بے وار نہ کر دے، تو بغیر اس کا نقص شمار ہوگا۔ مگر ایسا کبھی نہ ہوگا۔

ہر شخص جانتا ہے کہ عربوں کی اکثریت اسلام سے پہلے انہیں بھی جم کر رہنے کی عادی نہ تھی۔ ان کا معمول یہ تھا کہ جہاں گھاس اور چارہ کی آسانیاں دیکھتے اور غذا اور پانی کی سہولتیں پاتے وہیں ڈیرا ڈال دیتے۔ شہروں اور قصبوں میں ہٹ کر اور گھبرنا کر رہنے کے یہ قائل نہ تھے۔ آج ہاں خیمے گڑے ہیں، کل وہاں چل پہل ہے۔ یہی ان کی زندگی کا ایک ڈھنگ تھا۔

زبان اور پیرایہ بیان کی خصوصیات۔ زندگی کی ترجمان ہوتی ہیں۔ چنانچہ جس طرح مسلسل سفر اور کمین ایک جگہ جم کر نہ رہنا ان کا دستور تھا، ٹھیک اسی طرح شعر و ادب میں بھی صنعت تنقل نے ان کے ہاں باقاعدہ معیار اور اسلوب کی شکل اختیار کر لی تھی۔ تنقل کے معنی اہل بلاغت کے نزدیک یہ ہیں کہ شاعر یا خطیب، ایک مضمون بیان کر کے دھڑکتے کسی مناسبت کے پیش نظر فوراً عنانِ توجہ کسی دوسرے معنی کی طرف پھیر دے۔ جو لوگ عربی ادب پر نظر رکھتے ہیں انھیں معلوم ہے کہ جاہلیت کے شعرا اور خطیب کیونکر اس صفت سے اپنے تعلقات اور خطبوں کو سجاتے تھے۔ شاہ صاحب نے قرآن حکیم کے مضامین کو چوپانچ خانوں میں تقسیم کیا ہے، اس سے اس حقیقت کا اظہار مقصود ہے کہ یہی صنعت قرآن حکیم کے اسلوب بیان کا طرۂ امتیاز ہے۔ یعنی جس طرح ایک جاہلی شاعر تشبیب سے مفاخرہ کی طرف اور مفاخرہ سے ذاتی و قبیلوی معرکہ آرائیوں کی جانب اشعار کو چانک موڑ دیتا ہے، اسی طرح قرآن حکیم اسلوب و طریق اظہار کا متنوع جا بجا پایا جاتا ہے۔ یعنی ابھی احکام و مسائل کی تفصیلات کا ذکر کیا جا رہا تھا کہ یہ سچ میں مخالفین کے مزعومات باطلہ کا قصہ چھڑا گیا۔ اس سے آگے بڑھے تو انعاماتِ الہی کی دل نواز بحث نے اپنی طرف متوجہ کیا اور غور و فکر اور عبرت پذیری کے بیسیوں پہلو نکر و نظر کے سامنے گھوم گئے۔ اور ابھی یہ سلسلہ جاری ہی تھا کہ سیاق و سباق کی مناسبتوں نے مضمون کا رخ تذکیر بآلہ اللہ و تذکیر بایام اللہ کی طرف پھیر دیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ موت اور ما بعد الموت کی کیفیات کا کیا عالم ہوگا۔ کس طرح ہر شخص اللہ تعالیٰ کے روبرو حاضر ہوگا اور کیونکر احتساب اور جزا و سزا کے پیمانے حرکت میں آئیں گے۔

غرض جس طرح تنقل یا نقل مکانی، آب و ہوا اور جغرافیائی مجبوریوں کے پیش نظر ان کی روزمرہ زندگی کا جز بن گیا تھا۔ اسی طرح اس نے ان کے ادبی شاہ پاروں میں ایک معیار اور اسلوب کی صورت اختیار کر لی تھی۔ اور قرآن حکیم نے ترتیب مضامین میں اس اسلوب اور معیار کو نہ صرف قائم رکھا بلکہ اس کو درجہ کمال تک پہنچایا اور اس نے معنی کے لحاظ سے ایسے ایسے نواہر اور لطائف پیدا کیے جو بصورت دیگر پیدا نہیں ہو سکتے تھے۔

علوم بلاغت کے شناسا اور اکثر اہل علم نے اس کا اپنی کتابوں میں خصوصیت سے ذکر کیا ہے۔ چنانچہ کہیں تو اس کو تنقل کہا گیا ہے، کہیں انتقال سے تعبیر کیا گیا ہے اور کہیں تخلص سے۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن حکیم کے اسلوب بیان میں ربط آیات کی نوعیت اس انداز کی نہیں ہے کہ ہر آیت کا تعلق سابقہ آیت سے ٹھیک اس نوعیت کا ہو جس نوعیت کا فنون کی کتابوں میں اور ان کتابوں میں پایا جاتا ہے جن کو بعد کے انسانی ذہن نے ترتیب دیا ہے۔ بلکہ اس ربط کے معنی جو قرآن حکیم کی آیات میں جلوہ کناں ہے، یہ ہے کہ یہ تمام آیات جس محور و مرکز کے گرد گھومتی ہیں، وہ یہ اصول پنچگانہ ہیں۔ ترتیب اور ربط آیات کے اس اسلوب میں، علاوہ اس خصوصیت کے کہ یہ عربوں کے معیار بلاغت کے عین مطابق ہے اس طریق فہم و تدبر کا بھی غماز ہے جو ذہن انسانی کا خاصہ ہے۔ ذہن انسانی جب بھی سوچتا ہے تو اس کے سوچنے کا ڈھب یہ نہیں ہوتا کہ ہم کر کسی ایک ہی مضمون و معنی پر اپنی فکری کاوشوں کو مرکوز رکھے۔ بلکہ یہ ادنیٰ مناسبت سے ایک مضمون سے دوسرے مضمون اور ایک معنی سے دوسرے معنی کی طرف برابر حرکت کناں رہتا ہے۔ ذہن انسانی کی اسی سیلاب و شمی سے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ریاضی پر غور کرتے کرتے، سائنس کی حقیقت سوچ گئی اور سائنس کو موضوع ہدف ٹھہرانے کے دوران فلسفہ کا کوئی نکتہ ابھر کر ذہن کی سطح پر نمودار ہو گیا۔ علم و معارف کی تاریخ پر غور کیجیے تو معلوم ہو گا کہ تمام بڑے بڑے حقائق و انکشافات ذہن انسانی کی اسی عادت سیلاب و شمی اور نقل و انتقال کی بدولت معرض وجود میں آئے ہیں۔

علم احکام

مختویات قرآن میں علم احکام کن خصوصیات کا حامل ہے، ان کو تفصیل سے جاننے سے

پہلے شاہ صاحب کے پیش کردہ ان دو اصولوں کو سمجھ لینا ضروری ہے۔

۱۔ قرآن حکیم نے معروضات و منکرات یا احکام و مسائل کی جن جن جزئیات کو بیان کیا ہے، ان میں قرآن کی حیثیت یہ نہیں کہ وہ ان کے بیان کرنے میں منفرد ہے یہ ایسی اقدار حیات کی طرح ڈالی ہے جو پہلے سے معاشرہ میں رائج و مقبول نہ تھیں۔ کیونکہ نزول قرآن سے پہلے عربوں کے ہن سہن اور طور طریق کا ایک منہیں انداز موجود تھا اور ان کے شعائر و رسوم، تدبیر منزل اور ہیئت اجتماع کے قاعدے اور سانچے پورے معاشرہ میں جانے بوجھے اور متعارف تھے اور ان پر ان کو فخر و ناز بھی تھا۔ زندگی کے یہ وہ بچے کچھے اور محرف و مبدل اصول اور ضابطے تھے، جن کو ان کی صحیح شکل و صورت میں حضرت ابراہیم نے اول اول پیش کیا تھا۔ جو ربانی کی تعلیمات اور ان کے مقامی حالات و ظروف کے تقاضوں نے بھی اس طرز حیات کو خاصہ متاثر کیا۔ قرآن حکیم کا موقف ان خیالات و افکار یا مسائل و احکام کے بارہ میں یہ تھا کہ امتداد زمانہ سے ان میں خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں، ان کو دور کیا جائے اور ان میں اصلاح و تجدید کی ایسی روح پھونکی جائے جس سے ان کی افادیت اور اقصیت بڑھ جائے۔ اس لیے قرآن حکیم نے یا تو کہیں تخصیص عموم سے کام لیا ہے اور یا پھر ان میں کچھ بڑھایا اور گھٹایا ہے۔ چنانچہ شاہ صاحب کا کہنا ہے:

و کلیہ در مباحث احکام آن است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در ملت خفیفہ مبعوث شدند۔ پس لازم آمد کہ شرائع آن ملت را باقی گذارند و بیج تغیر باہیات آن مسائل را نہ باید مگر تخصیص عموم و زیادت و توقیحات و تجدیدات و مانند آن۔

احکام و مسائل کے بارہ میں قرآن کا بنیادی اسلوب یہ ہے کہ آنحضرت چونکہ ملت ابراہیمی کے ایک فرد ہیں، اس لیے یہ ضروری تھا کہ آپ حضرت ابراہیم کی شریعت کو باقی رکھیں اور اس میں کوئی تبدیلی نہ رکھیں۔ سو اس کے کہیں عموم کو خاص سے بدل دیا جائے یا کہیں کہیں توقیت و تجدید سے کام لیں۔

۲۔ قرآن حکیم کی دعوت اگرچہ اصولی طور پر پوری دنیا کے انسانیت کے لیے ہے اور

ہیں نے احکام و مسائل کے بنیادی مسائل کو پیش کیا ہے ، ان سے مقصود یہی ہے کہ زمان و مکان کے تقید اور حد بندیوں کے باوجود تعلیمات کو ان آفاقی سانچوں میں ڈھالا جائے جن سے رہتی دنیا تک ہر قوم اور معاشرہ استفادہ کر سکے ۔ اس لیے اس نے عربوں کے منہاجی افکار و خیالات اور ان کے جغرافیائی اور تاریخی تقاضوں سے انحراف نہیں کیا ، بلکہ یہ چاہا کہ ان کو بنیاد قرار دے کر ان میں ایسی اصلاحات روارکھی جائیں اور ایسی روح پھونکی جائے کہ جس سے زمان و مکان کے زنداں سے نکل کر تعلیمات کا یہ نہج پورے کرہ ارضی کے لیے رحمت و لطف اور ضیاء و روشنی کا مینار بن جائے ۔

شاہ صاحب کا ارشاد ہے :

خدا نے تعالیٰ خواست کہ ہر سمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرب را پاک کند و بہت

عرب سائر اقامت را بے

اللہ تعالیٰ کے کرشمہ الوہیت نے پسند کیا کہ آنحضرت کے ذریعہ پہلے تو عربوں کو سنوا دیا جائے اور

پھر ان کے ذریعہ تمام ممالک کی اصلاح کی جائے ۔

قرآن حکیم کے فہم و تدبر کے لیے ان دو نکتوں کو ملحوظ رکھنا حد درجہ ضروری ہے شاہ صاحب دراصل یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ قرآن حکیم نے وحی و تنزیل کی روایات کو نہ صرف قائم رکھا ہے اور تہذیب و تمدن کے ان قاعدوں اور پیمانوں کا احترام کیا ہے ، جو پہلے سے عربوں میں رائج و مقبول تھے بلکہ تسلسل و ارتقا کے ہمہ گیر قانون کے تحت ان کو اس آخری شکل میں ڈھالا ہے کہ جس سے ان تعلیمات میں ایک طرح کی آفاقیت ابھر آئی ہے اور یہ اس لائق ہو گئے ہیں کہ تاریخ کے ہر دور میں نوع انسانی ان سے استفادہ کر سکے ۔

شاہ صاحب کے نزدیک احکام و مسائل کے باب میں قرآن حکیم کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس نے اوامر و نواہی میں درجہ و نوع کا فرق ملحوظ رکھا ہے ۔ چنانچہ نہ تو سب ادا امر کی حیثیت فرض و واجب کی ہے اور نہ تمام نواہی حرمت قطعہ پر دلالت کنتاں ہیں بلکہ ترتیب

اشیا کا تقاضا یہ ہے کہ کچھ احکام تو فرضیت سے متصف ہوں، کچھ وجوب سے اور کچھ للیہ ہوں کہ ان کی حیثیت محض مندوب و مستحسن کی ہو۔ اسی طرح نواہی میں مباح مکروہ اور حرام کی تقسیم کی جانی چاہیے۔

لیکن درجہ و نوعیت کا یہ فرق کیونکر معلوم ہو یہ خالص فنی و فقہی بحثیں ہیں جن کو ہمارے ائمہ اصول و حدیث نے تفصیل سے بیان کیا ہے۔ امام شافعی اور شوافع میں اکلید العراسی اسی کا نام اس سلسلہ میں سرفہرست ہے۔ احناف میں ابو بکر الرازی معروف بالجصاص کی کتاب احکام القرآن خصوصی مطالعہ کی مقتضی ہے۔ اسی طرح مالکیہ میں حنفی اسماعیل جوفہ و قضا میں مہارت و شغف کے ساتھ نحو میں مبرو کے ہم پایہ مانے جاتے تھے، انھوں نے اور مکبر بن العلاء القشیری اور ابن بکیر وغیرہ نے احکام و مسائل کی تفصیلاً پر بہت کچھ لکھا اور حلقہ حنابلہ کی آخری کڑی، القاضی ابوالعلی البکیر نے اس بارہ میں حنابلہ کے نقطہ نگاہ کی اچھی طرح وضاحت کی۔ ان بحثوں کے ابواب و فصول کی تشریح کا یہ محل نہیں در نہ ہم بتاتے کہ ہمارے ان علما نے استدلال و اشتباہ کے کن کن نوادر اور جواہر پرزوں کی نشاندہی کی ہے۔ یہاں سر دست بتانا یہ مقصود ہے کہ قرآن حکیم نے احکام و مسائل کو اس مضویت، گہرائی اور حکیمانہ اسلوب سے بیان کیا ہے کہ ائمہ اصول کے لیے اس نے ایک مستقل فن کی حیثیت اختیار کر لی۔ یعنی تمام صحف سہادہ میں یہ فخر صرف قرآن حکیم کو حاصل ہے کہ اس کے بیان کردہ احکام و مسائل آئندہ چل کر ایک خاص طرح کے ظرف احکام کا پیش خیمہ ثابت ہوئے، جس سے فقہ اسلامی ایسا عظیم المرتبت علم معرضِ ظہور میں آیا۔ یہ وہ فن تھا جس نے اسلامی معاشرہ کو ہر دور میں ایک نظم میں منسلک کرنے اور اس میں تہذیب و ثقافت کی وحدت و یکسانی کو قائم رکھنے میں بہت مدد دی۔

مسائل و احکام سے متعلق یہ آیات، سیاق و سباق کی مناسبتوں سے مختلف انداز اور مختلف اسالیب کے ساتھ پورے قرآن میں جلوہ گر ہیں۔ کہیں صاف صاف حکم و نہی کا انداز

۵۵ الفوز البکیر باب اول ابتدائی سطور

ہے، کہیں غیر وقصہ کے ضمن میں کوئی اہم بات بیان کر دی ہے اور کہیں عتاب و نصیحت اور سوال کی صورت میں کسی نفل و عقیدہ کی پسندیدگی اور عدم پسندیدگی کا اظہار کیا گیا ہے۔

احکام و مسائل پر مشتمل آیات کی کل تعداد پانچ سو کے نگ بھگ ہے۔ غزالی اور رازی کا اس پر اتفاق ہے۔ لیکن ان میں وہ آیات داخل نہیں ہیں جو براہ راست احکام و مسائل پر دلالت کناں ہیں۔ بلکہ ان سے برسبیل استدلال و استنباط، بعض احکام کا استنباط کیا جاتا ہے۔ زیادہ تر جن سورتوں میں احکام و مسائل کا ذکر ہوا ہے، وہ البقرہ، النساء، المائدہ، اور الانعام ہیں۔

احکام و مسائل کی تبيين و تشریح کے سلسلہ میں قرآن حکیم کی روش خاص یہ ہے کہ یہ جب کسی فعل و کردار کو پسند کرتا ہے اور اسے معروف و مستحسن سمجھاتا اور لوگوں تک پہنچانا چاہتا ہے تو صرف حکم دیتے پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ اس کی حکمت و فلسفہ بھی بیان کرتا ہے اور اس سے دلوں میں لگاؤ اور محبت کے وداعی بھی بیدار کرتا ہے۔ اسی طرح جب بعض ناپسندیدہ عادات سے معاشرہ کو محفوظ رکھنا مقصود ہو تو یہ بھی بتاتا ہے کہ ان عادات و خصائل یا افعال میں برائی اور قبح کا کیا پہلو پنہاں ہے۔ یہی نہیں، اس سے بھی آگے بڑھ کر وہ یہ دیکھتا ہے کہ ان احکام و نو اہی کو دلوں میں اُتارنے اور معاشرے میں سمونے کے لیے کس نفسیاتی فضا کی ضرورت ہے اور یہ نفسیاتی فضا تبلیغ و عمل کے کن مراحل کی متقاضی ہے۔ مثلاً جب قرآن حکیم یہ کہہ کر نماز کو فرض قرار دیتا ہے:

واقم الصلوٰۃ ﷻ

اور نماز کی پابندی اختیار کر۔

تو اس کے متعلقات اور جزئیات کے بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے ان اخلاقی و روحانی فوائد اور برکات کا بھی ذکر کرتا ہے، جن سے ایک نمازی بہر مند ہوتا ہے:

ان الصلوٰۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر ولذكر الله اکبر ﷻ

۹۹ برہان، ج ۲، ص ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳،

کچھ شک نہیں۔ نماز بخش اور برائی سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر بہت ہی نفع کی چیز ہے۔  
یعنی نماز پڑھنے سے بہت بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ انسان کے دل میں نیکی سے محبت اور  
شفغ پیدا ہو جاتا ہے اور برائیوں سے طبیعت نفرت کرنے لگتی ہے اور سب سے بڑا فائدہ  
انسانیت کی مہراج ہے کہ انسان کو نماز کی صورت میں براہ راست اللہ تعالیٰ سے مخاطب  
ہونے اور بات کرنے کا شرف حاصل ہوتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جب قرآن کی زبان میں شراب کو حرام ٹھہرانا چاہا تو ظاہر ہے کہ یہ  
کام آسان نہ تھا۔ صدیوں سے رائج اور منہ سے لگی ہوئی یہ کافر محض ایک حکم و امر کے ذریعہ کیا  
چھٹی۔ اس مقصد کے لیے تدریج اور تسہیل کا نفسیاتی عمل ضروری تھا اور دیکھیے کہ قرآن حکیم  
نے کس خوبصورتی سے تدریج و تسہیل کے اس نفسیاتی اصول کو ملحوظ رکھا۔

پہلے مرحلے میں تو اس نکتہ کی طرف توجہ دلائی کہ جب تم نماز پڑھتے ہو اور اللہ تعالیٰ کے  
حضور عبودیت و بندگی کا نذرانہ پیش کرتے اور روحانی کوائف سے بہرہ مند ہوتے ہو تو اس  
حالت میں یہ تو نہ ہونا چاہیے کہ تمہیں شراب کے نشے نے دھت کر رکھا ہو۔

لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ ۖ

نشے کے عالم میں تم نماز کے قریب نہ جاؤ۔

اور تعلیم و تربیت کے اسی مرحلہ میں اس حقیقت کی پردہ کشائی بھی فرمادی۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا اثْمٌ كَبِيرٌ ۖ

آپ سے یہ لوگ شراب اور جوئے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ کہہ دیجیے کہ  
دونوں میں بہت بڑی مضریت پنہاں ہے۔

اور جب یہ حقیقت مسلمانوں پر واضح ہو گئی کہ شراب نہ صرف روحانی نقطہ نظر سے  
سخت مضر شے ہے اور ایک طرح کی محرومی سے تعبیر ہے۔ بلکہ اس میں خالص جسمانی نقطہ نظر  
سے بھی نقصان کے پہلو زیادہ ہیں، تو پھر نفسیاتی طور پر وہ مرحلہ آگیا، جب اسلامی معاشرہ

کو دو ٹوک حکم کے ذریعہ اس برائی سے روک دینا مؤثر ثابت ہو سکتا تھا۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَثَرَالُ مَرْجَسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ ۝۱۴

اے مسلمانو! شراب، جوا، بت اور پاسے ناپاک شیطانی کام ہیں، ان سے مجتنب رہو تاکہ نجات پاؤ۔

۱۴ المائدہ : ۹۰

## مطالعہ قرآن

از مولانا محمد حنیف ندوی

اس کتاب میں مولانا ندوی نے قرآن سے متعلق ان تمام مباحث و مسائل پر محققانہ اظہارِ خیال کیا ہے، جن سے نہ صرف قرآن فہمی میں خصوصیت سے مدد ملتی ہے، بلکہ اس کتاب ہدیٰ کی عظمت بھی نکھر کر فکر و نظر کے سامنے آ جاتی ہے۔ مزید برآں اس سے قرآن کے علوم و معارف اور دعوت و اسلوب کی معجزہ طرازیوں پر کبھی تفصیل سے روشنی پڑتی ہے۔ اس کتاب میں مولانا نے زکشی کی البرہان اور سیوطی کی التقان کے ان تمام حواہرِ ریزوں کو اپنے مخصوص شگفتہ اور حکیمانہ انداز میں جمع کر دیا ہے اور مستشرقین کے اٹھائے ہوئے اعتراضات کا تسلی بخش جواب بھی دیا ہے، جو قلب و ذہن میں شکوک و شبہات ابھارنے کا موجب ہو سکتے ہیں۔ غرض اسے قرآنی فکر و تصور کے بارے میں ایسا انسائیکلو پیڈیا کہنا چاہیے جس میں وہ ساری بحثیں اور مضامین سمٹ آئے ہیں جن کی دورِ حاضر کو ضرورت ہے۔

(ذریعہ طبع)

ملنے کا پتہ : ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور